احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے شاخ)

دارالسلام، ۱۵ اسٹینلے ایونیو، ویمبلے، یو کے HA0 - 4JQ

فون نمبر 01753 692654 / 0181 542 2024 / 0181 900 2348

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

بُلٹن مارچ ۲۰۰۰ء

عید الاضحیٰ

آپ کو، آپ کے اہل وعیال کو اور دوستوں کو دعوت ہے کہ عید ہمارے ساتھ منائیں

بروز جمعرات ۱۶ مارچ ۲۰۰۰ء

وقت نماز ساڑھے گیارہ بجے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فروری میٹنگ

اسلام علیکم۔
آپ سے درخواست ہے کہ جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں۔

جائے وقوع:۔	دارالسلام
تاریخ:۔	۵ مارچ ۲۰۰۰ء
وقت:۔	۳ بجے سہ پہر
موضوع:۔	قربانی

عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ حضرت ابراہیم، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیل نے خدا کی راہ میں جو قربانی دی اُس کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ عام طور پر دینِ اسلام کے مذہبی تہوار افراد کے کارناموں کی یاداشت میں نہیں منائے جاتے۔ مثال کے طور پر، اگرچہ بہت سے مسلمان عید میلاد النبی مناتے ہیں یہ مذہبِ اسلام کا حصہ نہیں۔ اِس کے باوجود ایک ایسے کنبے کے کارناموں کو بطور یادگار منانا دینِ اسلام کے شعائر کا حصہ ہے جو بظاہر یوں لگتا ہے کہ ایک دوسرے مذہب کے پیرو ہیں۔ دوسرے الفاظ میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد تازہ کرنا دینِ اسلام کے مذہبی شعائر کا حصہ ہے۔
صرف یہ ایک موقع ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مسلمان ایک مذہبی تہوار منا کر کسی انسان کے کارناموں کی یاد کریں۔ بلکہ تاریخ میں صرف یہ ہی ایک مثال ہے کہ ایک مذہب کے پیروں کو حُکم دیا جائے کہ ایک دوسرے مذہب کے پیشروں کے کارناموں کی یاد تازہ کرو۔ اسلئے کہ بظاہر اِن بزرگوں کا تعلق یہود سے ہے اسلام سے نہیں۔ لیکن یہ درست نہیں اس لئے کہ ایک مسلمان خوشی سے خدا تعالیٰ کے تمام احکام پر عمل کرتا ہے۔ اِس لئے ہی اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تمام انبیاء مسلمان ہیں اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اُن پر ایمان لائیں اور اُن کی عزت کریں۔
حضرت ابراہیمؑ، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی عزت افزائی کی یہ وجہ بھی ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کر کے اِنہوں نے اتحادِ بین الاقوام کی بُنیا د رکھی۔ اِس میں ہمارے لئے ایک اور مثال اللہ تعالیٰ نے یہ بھی قائم کی کہ بنی نوع انسان میں اتحاد کی اولین شرط کیا ہے۔ وہ یہ کہ اِن بزرگوں نے کوئی سوال کئے بغیر، اپنے جانوں کو خطرے کی پرواہ کئے بغیر، اطاعت خداوندی کی۔ اِس لئے وہ اِس قابل ہوئے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر نو کرسکیں۔ یہ ایک ایسا کام تھا جو عام حالات میں ناممکن نظر آتا تھا۔ بغیر کسی مدد کے، ایک خطرناک صحرا کے درمیان وہ عبادت خداوندی کے لیئے تعمیر کئے گئے پہلے گھر کی تعمیر نو میں کامیاب ہوگئے۔

اگر ایک طرف عید الاضحیٰ ہمیں وہ قربانی یاد دلواتی ہے جو کہ اِن بزرگوں نے اِس زمین پر توحید الٰہی قائم کرنے کے لئے دی۔ تو دوسری طرف حج ہمیں یہ یاد دلواتا ہے کہ بنی نوع انسان کی کوششوں کا محور بھی اتحاد ہونا چاہیے۔ حج کے شعائر یہ سبق دیتے ہیں کہ یہ اتحاد کس طرح قائم ہو۔ پہلا قدم یہ ہے کہ اپنے آپ کو دنیاوی خواہشات سے آزاد کیا جائے۔ اِس لئے ہی تو حجاج اپنے بال تک کاٹ دیتے ہیں یہ دکھانے کے لئے کہ ہم اپنے آپ کو دنیاوی چیزوں سے آزاد کر رہے ہیں۔ ہم اپنے روزمرہ کے کپڑے اتار کر ایک سادہ سا سفید لباس پہن لیتے ہیں۔ اب ہمارے پاس کوئی معیار نہیں کہ ہم انسانوں کو اُن کی دولت یا شہرت یا عہدے سے پہچانیں۔ سب انسان برابر نظر آتے ہیں۔ اب انسانوں کو پہچاننے کا صرف ایک ہی پیمانہ رہ گیا ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

حج پر روانہ ہونے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی دنیاوی خواہشات پیچھے چھوڑ کر جائے۔ وہ دنیا میں خالی ہاتھ آیا تھا، حج پر خالی ہاتھ ہی جائے جس حالت میں اُس نے دنیا سے جانا ہے۔

اتحاد انسانی تب ہی قائم ہوگا جب ہم اتحاد کی تجاویز پر غور کرتے وقت اپنے سیاسی، مالی، فوجی فائدوں کی سوچ چھوڑ دیں۔ جب تک ہم اپنا فائدہ نکالنے کی کوشش کرتے رہیں گے، اتحاد قائم نہیں ہوسکتا۔

انسانوں نے ہمیشہ ہی انسانیت کو اکٹھا کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ اِس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ سکندر اعظم، روم کے قیصر، منگول، نپولین اور ہٹلر وغیرہ سب یہ کوشش کر چکے ہیں کہ تلوار کے بل پر انسانیت کو ایک کر دیں۔ لیکن اُن کی کوششوں سے سوائے انسانیت کو غربت اور دُکھ کے علاوہ کچھ نہ ملا۔ دوسروں نے سیاسی فلسفوں کی بنا پر انسانیت کو اکٹھا کرنا چاہا۔ وہ بھی ناکام ہوئے۔ سویٹ یونین، جو کہ مارکس کے فلسفے پر قائم کیا گیا تھا، اُس کا انجام دیکھ لیں۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ انسان صرف اپنی کوششوں سے اتحاد قائم نہ کرسکے گا۔ اس کے لئے خدائی ہدایت کی ضرورت ہے۔ ایسا کیوں ہے یہ سمجھنا بھی آسان ہے۔

انسان جب انسانیت کے اتحاد کی بات کرتے ہیں تو اُن کے مدِنظر سب کی بھلائی نہیں ہوتی۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ایک قوم دوسری پر چھا جائے اور دوسروں کو اپنے مطلب کے لئیے استعمال کرے۔ چھوٹی اور کمزور قوموں کو طاقتور ممالک شطرنج کے مہروں کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ ویتنام اور افغانستان کی تباہی اس کی مثالیں ہیں۔ جو طاقتیں اصل میں لڑ رہی تھیں اُن کے اپنے گھر تو محفوظ رہے لیکن یہ دونوں مُلک بالکل تباہ ہوگئے۔

اگر اسلام وحدت انسانی کی تعلیم دیتا ہے تو وہ انسانیت کی اپنی بھلائی کے لئے ہے۔ اسلام کسی ایک ملک، نسل یا قوم کی فوقیت نہیں قائم کرنا چاہتا اور نہ ہی دوسروں کو اپنے فائدے کے لئیے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ ذرا سوچیں کہ جنگ سے آزاد اِس زمیں پر وحدت انسانی کے کتنے فائدے ہیں۔ فوجوں پر لگائی جانے والی رقم کا ایک چھوٹا سا حصہ بھی انسانیت کی بھلائی پر خرچ کیا جائے تو ساری دنیا کو پینے کے لئیے صاف پانی مہیا کیا جا سکتا ہے۔

حج ہمیں یہ دکھاتا ہے کہ اگر اصولوں پر وحدت قائم کی جائے تو پھر لاکھوں، کروڑوں انسانوں کی موجودگی میں بھی جرائم نہیں ہوں گے۔ اسلام کی ساری عبادات کا مقصد ہی یہ سبق دینا ہے کہ ہم سب امن سے اکٹھے کس طرح رہ سکتے ہیں لیکن ہم مسلمان ہی یہ سبق بھُلا بیٹھے ہیں۔ مسلمان اگر اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتے تو ساری دنیا نہ سہی، مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک ایک عظیم الشان مملکت قائم ہوسکتی ہے۔

یہ تو سیاسی معاملات ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ، حضرت حاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی یہ سبق دیتی ہے کہ وہ لوگ جو واقعی خدا پر ایمان لاتے ہیں اور جن کی زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتی ہے وہ مرتے نہیں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں۔

ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوسرے فرائض سے فارغ ہو کر زندگی میں ایک مرتبہ حج ضرور کرے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مسلمان کو حج کے لئیے زادِ راہ تیار کرنا چاہیے۔ یہ اُن کو جواب ہے جو بغیر تیاری حج کو نکل پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم خدا پر توکل کرتے ہیں۔ خدا پر توکل کا یہ مطلب نہیں کہ انسان خود کوشش نہ کرے۔

لیکن حج کے لئے تیاری کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ انسان روحانی اور اخلاقی طور پر اپنے آپ کو حج کے لئے تیار کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قربانی کا گوشت اور خون اُس تک نہیں پہنچتا۔ اُس تک تقوی پہنچتا ہے۔ حج ہر مسلمان کے لئے قربت باری تعالیٰ کا موقع ہونا چاہیے۔ اور یہ صرف اُس وقت ہی ہوسکتا ہے جب ہم حج کے لئے روانہ ہوتے وقت اپنے دنیاوی خواہشات پیچھے چھوڑ جائیں۔ اگر حج پر بھی ہم نے اپنے منافع کا حساب لگاتے رہنا ہے تو پھر یہ کام ہم گھر بیٹھ کر ہی کیوں نہ کرلیں۔

سال میں ایک مرتبہ حج پر جانے والے مسلمانوں میں اتحاد ہوتا ہے۔ وہ اکٹھے رہتے ہیں، مل کر کھاتے پیتے ہیں، مل کر نمازیں پڑھتے ہیں، کوئی نہیں پوچھتا کہ دوسرے کون سے ملک سے ہیں، اُس کا فرقہ کیا ہے اور نسل کون سی ہے۔ سب مل کر قربت الٰہی کی جُستجو کرتے ہیں۔ یہ اتحاد بین المسلمین کا کتنا عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے۔ لیکن دُکھ تو یہ ہے مکہ مکرمہ چھوڑتے ہی اتحاد کی یہ روح صبح کی دھند کی طرح تحلیل ہو جاتی ہے۔ ہم بھول جاتے ہیں شعائر اسلامی کے سبق ساری عمر ہمارے ساتھ رہنے چاہیں۔ یہ نئے سال کے ارادوں کی طرح نہیں کہ جنوری ختم ہونے سے پہلے یہ ارادے مر جائیں۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ ہر حاجی اتحاد کا یہ بیج اپنے ساتھ لے جائے اور جا کر اپنے ملک میں اتحاد کا ایک چھوٹا سے پودا لگا کر اُس کی نشونما کرتا رہے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا اس لئیے کہ ہمیں یہ بھول چُکا ہے کہ اسلامی شعائر کی روح کیا ہے۔ کاش ہم اپنی عبادتوں سے وہ سبق حاصل کریں جو کہ اِن عبادتوں کا مقصد ہے اور ہماری نمازیں صرف ایک جسمانی ورزش بن کر نہ رہ جائیں۔

نماز با جماعت، خاص طور پر نماز جمعہ، جب کہ ممکن ہو سکے تو ایک شہر کی ساری آبادی کو مل کر نماز پڑھنی چاہیے، کا مقصد یہ ہی ہے کہ مسلمانوں میں اتحاد قائم کیا جائے۔ زکوۃ کا مقصد بھی یہ ہی ہے کہ غریبوں کو نظر آئے کہ وہ اکیلے نہیں۔ کسی دوسرے کو اُن کی بھی فکر ہے۔ اِس سے اتحاد بین المسلین کی روح کو تقویت پہنچتی ہے۔ یہ ہی مقصد روزے کا ہے کہ خود بھوکا رہ کر دیکھو کہ بھوک سے انسان کا کیا حال ہوتا ہے۔ جس طرح تم کھانا ہوتے ہوئے بھی کھانا نہیں کھا سکتے اور بھوک اور پیاس سے تڑپتے ہو، یہ ہی حال غریبوں کا ہوتا ہے جب اُنہیں سوکھی روٹی نہیں نصیب ہوتی لیکن امیر پلاؤ کھا رہے ہوتے ہیں۔ اُن کی تکالیف میں حصہ لینا آپ کو اُن غریبوں کا دوست بنا دیتا ہے اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ لیکن ہم یہ سب سبق بھول جاتے ہیں اور جب مکہ کا وہ عظیم الشان اجتماع جس کا نام حج ہے ہمارے سامنے ہوتا ہے تو بھی ہمیں یہ سبق یاد نہیں آتا۔

سو دوستو سوچو کہ اتحاد کتنی بڑی برکت ہے۔ جب تم مُتحد تھے تو دنیا تمہاری تھے۔ تفرقہ ہمیں کہاں سے کہاں لے گیا۔ جماعت احمدیہ قائم ہی اس لئے ہوئی تھی کہ وہ سبق جو مسلمان بھول چکے ہیں وہ دوبارہ اُنہیں پڑھائے جائیں۔ مسلمانوں میں اتحاد اور اعتماد پیدا کیا جائے کہ انسانیت کی تمام مُشکلات کا حل ہے اسلام کی تعلیم میں ہے صرف نظر چاہیے۔ سُو آؤ دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے اندر روح ابراہیمی پیدا کرے اور ہم بھی اپنے جان و مال اُس کی راہ میں قربان کردیں (آمین)